اورنگزیب یوسفزئی فروری 2016

تحقیقِ مسئلہِ "ربا" – (قرآنی سود)

کیا "ربا" اور "الربا" سُود کا ایک معتبر ہم معنی لفظ ہے، جیسا کہ تفاسیر اور تراجم میں ظاہر کیا گیا ہے،،،، یا قرآن کے حقیقی معانی کی ایک اور کھلی تحریف؟؟؟

IS THE QURANIC TERM "RIBA" OR "AL-RIBA" AUTHENTICALLY SYNONYMOUS WITH INTEREST/USURY AS STIPULATED IN OUR TAFASEER AND TRANSLATIONS - - - OR IS THAT ANOTHER MANIFEST DISTORTION OF GENUINE QURANIC ASSERTIONS?

قرآن حکیم کے ابہام والتباس سے پُر قدیمی تراجم کی درستگی کے جاری مشن کی یہ ایک اور کوشش ہے۔ مقصد قرآنی احکامات کی ایک منزّہ اور قرینِ عقل منطقی صورت دنیا کے سامنے لے آنے کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ اسلام کے ابتدائی دور میں ہی بدعنوان اموی اور عباسی ڈکٹیٹروں کے مذموم مقاصد کو پورا کرنے کے لیے قرآن کی بوگس تفاسیر سرکاری طور پر تیار کرائی گئیں اور ان کے ذریعے قرآن کے متن کو منظّم انداز میں سوچی سمجھی شکل میں تبدیل کر کے اس کے مفاہیم کو ابہام اور فضولیات سے بھر دیا گیا۔ یہ سازش جلد ہی اسلامی فلسفے کو انتہائی طاقتور اور تباہ کن اثرات کا نشانہ بنانے والی تھی۔ کیونکہ انہی وضع کردہ تفاسیر کے بطن سے دھوکے پر مبنی غیر معیاری تعبیرات و تراجم کا ایک نہ ختم ہونے والا سلسلہ شروع ہوا، جس نے اسلام کی ایک جھوٹی تصویر دنیا کے سامنے پیش کی۔ اس طرح دینِ اسلام کو نفرت، جنونیت پسندی اور تمسخر کا حامل دین بنا دیا گیا۔

کیونکہ آج بھی بے شمار ایسے تراجم ہمارے سامنے موجود ہیں جن کے مبہم انداز کی وجہ سے متکلم کے مافی الضمیر کا ہمیں کوئی ادراک نہیں ہو پاتا، فلھٰذا ،،،،،،اگر استقرائی منطق (**Inductive Logic**) کا استعمال کرتے ہوئے ،،،،،اِس تحریر کے ذریعے اِن صفحات پر یہ تحقیق شدہ دریافت ایک کھلے اعلان کے ذریعے پیش کی جائے کہ۔۔۔**"سُود"۔۔۔ایک علیحدہ سے زیرِ بحث لایا گیا قرآنی موضوع ہی نہیں ہے!!!**۔ بلکہ قدیمی فنکاروں نے یہاں بھی اپنی ہنر مندی سے کام لیتے ہوئے ایک وسیع المعانی قرآنی لفظ "ربا" کو ایک محدود معنی دے کر اس کی وسعت کو صرف سُود کے ایک چھوٹے سے شعبے کے ساتھ جوڑ دینے کی فنکاری دکھائی ہے،،،،۔۔۔تو اِس از حد چونکا دینے والے انکشاف پر آپ کا کیا ردِّ عمل ہو گا؟؟؟؟

یعنی اگر خالص تحقیقی بنیاد پر یہ زندہ حقیقت آپ کے سامنے لائی جائے کہ "سُود" سے متعلق مانی جانے والی آیات میں ہمارا مالک و خالق دراصل ہمیں دولت کے بڑے ارتکاز اور اس سے پیدا ہونے والے عظیم فساد سے محفوظ رکھنے کے لیے احکامات عطا فرماتا ہے،،،،اور وہاں کہیں بھی سُود کا ذکر ہی نہیں کرتا،،،،، تو آپ کیا کہیں گے ؟؟؟

۔۔۔یقینا" قرآنی میدان کے کار آزمودہ کھلاڑی ہی نہیں بلکہ کثیر تعداد میں تھیالوجی کے طالبانِ علم اسے ایک خامہ فرسائی قرار دینے میں ذرا بھی دیر نہیں لگائیں گے۔۔۔۔۔۔ کیوں ؟۔۔۔اس لیے کہ قصور ہم سب کا نہیں ہے!!! ہم ایسا کرنے پر اس لیے مجبور پائے جاتے ہیں کہ ہمارے تمامتر قدماء اور متاخرین،،،، بشمول ہمارے دور کے قابلِ احترام اساتذہ اور دیگر معاصرین،،،، سب ہی نے اجتماعی طور پر اِس موضوع پر بھی " اندھے کی لکڑی" چلانے والا محاورہ سچا ثابت کیا ہے۔ اور عہد قدیم سے چلے آرہے قرآنی "ربا" کے معنی پر کسی بھی غلطی کے ارتکاب کو خارج از امکان قرار دیتے ہوئے، ان سبھی نے اُسی غیر منطقی قدیمی تعریف کو درست قرار دیا ہے، اور اُس کے تحت کیے گئے لایعنی اور لنگڑے لولے تراجم کا عقلی جواز پیدا کرنے کی کوشش میں وضاحتیں، کتابیں اور مقالے لکھتے چلے گئے ہیں۔۔۔۔۔۔ اور یہ ثابت کر دیا ہے کہ مسلمان جیسی مردہ قوم روئے زمین پر اور کہیں نہیں پائی جاتی، جو ہر معاملے میں استخراجی منطق کی پیروی کرتے ہوئے،،،، "بجائے ٹوپی کو فرمے پر فٹ کرنے کے،،، فرمے کو غلط ٹوپی پر بٹھانے " کی دیوانگی پر بضد نظر آتی ہے۔ بلکہ فرمے کو ہی مسترد کرنے پر تیار ہے۔ اور اس معاملے میں نہ صرف یدِ طولیٰ رکھتی ہے، بلکہ "ورلڈ چمپیئن" ہونے کی اعزاز یافتہ ہے۔

پیارے دوستو، یہ غلطی کے امکان کو نظر انداز نہ کرنے والی استقرائی منطق(**Inductive Logic**) ہی تھی جو جدید یورپ کی نشاطِ ثانیہ کی نوید تھی،،،، وہ یورپ جو آج علم، فلسفہ اور سائنسز میں دنیا کی راہنمائی کا منصب سنبھالے بے اندازہ ترقیوں کی راہ پر گامزن ہے۔ رہ گئی قدیمی استخراجی منطق(**Deductive Logic**)، تو وہ فرسودہ اور جامد فکر کے لیے ایک لنگڑی لُولی "منطقی اساس" مہیا کرنے کے علاوہ کبھی بھی کسی اور کام کی نہ رہی تھی۔ جب کہ اس کے برعکس استقرائی منطق حریت فکر، علوم میں تحریک اور وسیع تحقیقی رجحانات کی موجب بنی اور اسی نے سائنسی فکر کی بنیادیں استوار کیں، اور تجزیہ، تحلیل، انکشاف و دریافت کی راہیں منور کرتے ہوئے فکرِ نو کے چراغ فروزاں کیے۔

مختصرا"،،،،،،،، قرآنِ حکیم میں "ربا" ۔۔۔۔۔ اپنے مکمل سیاق و سباق میں، سرمایے یا اموال میں حاصل ہونے والا عمومی یا تجارتی منافع، بڑھوتری، یا اضافے کو کہا گیا ہے۔۔۔۔۔۔ یہی اس کے مادے کا بنیادی معنی ہے۔۔۔ نیز جہاں یہی لفظ معرف باللام کے ساتھ "الربا" کی شکل میں آتا ہے وہاں اس کی تعریف "وہ خاص ممنوعہ شرحِ منافع، بڑھوتری، یا اضافہ ہے جس سے سرمایے میں بے تحاشہ اضافہ ہو جائے"۔ یہی امر اللہ تعالیٰ نے اپنے اس فرمان کے ذریعہ واضح بھی کر دیا ہے:- "لا تاکلوا "الربا" اضعافا مضاعفة" (130/3)۔ وہ ناجائز منافع مت لو جس سے سرمایے میں دو گنا، چوگنا اضافہ ہوتا ہو،،،،،، یعنی جو کہ دولت کے ارتکاز کا موجب بن جائے۔۔۔۔۔۔ پس، خود اللہ تعالیٰ کی اس وضاحت کے مطابق، "سُود" الربا کی تعریف میں نہیں آتا۔ زیادہ سے زیادہ اس کا معنی سُود صرف وہاں لیا جا سکتا تھا جہاں اس کے ہمراہ قرض دینے اور واپس وصول کرنے کا خاص طور پر ذکر کیا گیا ہو۔۔۔ لیکن یاد رہے کہ قرآن میں ربا کے ضمن میں کہیں بھی قرض کا لین دین زیرِ بحث نہیں لایا گیا۔ مترجمین اور مفسرین نے البتہ اپنے ابہام سے پُر غیر منطقی تراجم کی زبوں حالی دیکھتے ہوئے اپنی جانب سے، تشریحات کے حاشیوں میں، قرض کے لین دین کے اضافے کیے ہیں۔ اور کھلی تحریف کا

ارتکاب کیا ہے۔۔۔جب کہ،،،،،،یہ قرآنی موضوع نہ قرض سے ڈیل کرتا ہے اور نہ سُود سے، جیسا کہ آپ متعلقہ آیات کے مستند عقلی اور منطقی تراجم کے ذریعے دیکھ ہی لیں گے!

پس صورتِ حال کچھ یوں ہے کہ "ربا" کا تجارتی مال میں اضافے،،، یا بے تحاشا ناجائز اضافے،،، کے علاوہ کچھ بھی دیگر معانی لینے کے لیے، یا اسے سُود کی جانب لے جانے کے لیے، ہمیں خود اپنے پاس سے تراکیب گھڑ کر استعمال کرنی ہوں گی،،،، جیسے کہ "عمدة الحفاظ"، "لسان العرب" اور "المنجد" میں ربا کی اقسام کی وضاحت میں استعمال کی گئی ہیں،،،، یعنی،،،، ربا الفضل،،، ربا النسیئہ،،،، ربا الید،،،، ربا القرض،،،،،، ربا المال،،،، المراباة،،،،، وغیرہ، وغیرہ۔

بالفرضِ محال اگر ہم یہاں سود پر اصرار کرتے ہوئے،،،، وہی قدیمی فرسودہ ترجمہ درست مان لیں جو اس طرح ہے:- **"وہ سود نہ کھاؤ جو دوگنا چوگنا ہو جاتا ہے"**،،،،،، تو لا محالہ کچھ ایسے سوالات ہمارے سامنے آجاتے ہیں جن کا جواب آج تک نہیں دیا جا سکا ہے،،،،،،،،، جیسے مثلاً" یہ کہ،،،، کیا،، کچھ سُود ممنوع ہے اور کچھ سُود جائز ہے"؟؟۔ یعنی اگر کچھ سُود دوگنا چوگنا نہ ہو،،،،، بلکہ صرف دس یا 20 فیصد سالانہ وغیرہ ہو،،،، تو کیا وہ جائز ہے؟؟؟؟ ۔۔۔یا یوں کہیئے کہ کیا سودِ مرکب ممنوع ہے اور سودِ مفرد جائز ہے؟؟؟؟۔۔۔اگر جواب ہاں میں ہے،،، تو کیا یہ استنباط قرآنی نص کے تحت درست ہو گا؟؟؟۔۔ کیا یہ ہمارا ذاتی استنباط نہ قرار دیا جائے گا کیونکہ قرآن تو یہاں ایسی تخصیص نہیں کرتا؟؟؟؟۔۔۔ نیز کیا یہاں ربا کا معنی سُود لے لینے سے یہی معنی دیگر متعلقہ آیات میں فٹ بیٹھ جائے گا؟؟؟۔۔۔ نہیں پیارے ساتھیو، ایسا ممکن ہی نہیں ہے!!!

سب سے بڑا منطقی سوال یہ ہے کہ ہم نے کبھی یہ سوچنے یا جاننے کی قطعی کوشش ہی نہیں کی کہ اللہ تعالیٰ ہماری استحصالی معیشت و تجارت کے بڑے بڑے گھناؤنے میدان مکمل نظر انداز کرتے ہوئے، انسانوں کے معاشی سلب و نہب کے متعدد پہلوؤں اور طریقوں کی موجودگی میں، صرف ایک ہی جزوی پہلو کو،،،،، یعنی سودی کاروبار کو،،،، اپنی توجہ کا مرکز کیوں بنائے گا؟؟؟۔ اور کیوں صرف اس ہی کی حرمت کے بارے میں خیال آرائی فرمائے گا؟؟؟؟

ذرا سوچیے کہ وہ ذاتِ باری تعالیٰ جو اس تمام کائناتی نظام کا خالق و ناظم ہے،،،، آخر ناجائز منافع خوری، سمگلنگ، ذخیرہ اندوزی، بلیک مارکٹنگ، اجارہ داریاں، لائسنس، پرمٹ، اور کوٹے، مصنوعی مہنگائی، ناروا اور ناجائز ٹیکسز کی بہتات، وغیرہ جیسے معیشت کی ظالمانہ دست بُرد کے شعبے، جو سب کے سب اموال کو دوگنا چوگنا اور آٹھ گنا کرنے (الربا –اضعافا مضاعفۃ) کے نہایت واضح ناجائز ذریعے ہیں، کیوں اور کیسے اُس کی باریک بین نظروں سے اوجھل رہیں گے؟؟؟۔۔۔ اور ان کے متعلق ضروری احکامات صادر کرنے کی بجائے کیوں مکمل خاموشی اختیار کر لی جائے گی؟؟؟۔۔۔ یعنی،،،، آخر سودی کاروبار کرنے والوں ہی کا کیا قصور ہے،،، کہ انہی کی خاص طور پر پکڑ کی جائے؟؟؟ جب کہ مالیاتی مار دھاڑ اور لُوٹ کھسوٹ کے بے شمار ذرائع کھلے عام استعمال کیے جا رہے ہوں!!! اور اُن کے ذریعے صرف قرض خواہ ہی نہیں بلکہ عوام کے ایک ایک فرد کی جیبیں صاف کی جا رہی ہوں اور کپڑے اُتروائے جا رہے ہوں!!!۔۔۔ وطنِ عزیز میں یہ نقشہ ہم سب ہر آن و ہر ساعت دیکھتے ہیں اور اس کے خوفناک نتائج بھگت رہے ہیں!

ویسے بھی ہم سبھی یہ بھی مجموعی طور پر تسلیم کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے احکاماتِ عالیہ ہمہ جہت اور ہمہ گیر اقدار پر اساس رکھتے ہیں اور یہ اقدار ہر میدانِ عمل میں پوری وسعت کے ساتھ اطلاق پذیر ہوتی ہیں۔ اور اُس ذاتِ پاک کا فرمان بھی ہمارے سامنے موجود ہے کہ اُس نے اپنی کتابِ حکیم میں "کوئی بھی چیز نظر انداز نہیں کی،،، ذکر کیے بغیر نہیں چھوڑی" ۔ "ہر خشک و تر کتابِ مبین میں موجود ہے" ۔۔۔ تو آپ کے خیال میں آخر یہاں ایسا کیوں نہیں ہے ؟۔ یہاں کیوں صرف بد عنوان معیشت کے ایک جزوِ واحد کو مذموم و ملعون قرار دے کر باقی سب کو کھلی چھوٹ دے دی گئی ہے ؟؟

عزیز ساتھیو، در حقیقت اللہ تعالیٰ کے علم کے احاطے سے کوئی بھی چیز باہر نہیں ہے۔ "سود" سمجھے جانے والے معاملے میں بھی اللہ تعالیٰ نے معیشت کے کسی ایک شعبے کو بھی نظر انداز نہیں کیا ہے۔ بلکہ دراصل "الربا" کو ناجائز منافع یا ناجائز فالتو آمدنی کہتے ہوئے پوری معیشت کی بساط پر لاگو کیا تھا۔۔۔ فلہٰذا، آج تک سازش سے چھپائی گئی اصل حقیقت یہ ہے کہ قرآنی اصطلاحات، "ربا" اور "الربا" کا بنیادی معنی "سُود" نہیں ہے،،،، بلکہ کچھ اور ہے۔ آیئے قدم بقدم ساتھ چلتے ہوئے قرآن کی ہمہ گیر وسعتوں اور اس کی حکمت کی بلندیوں کا اکٹھے مشاہدہ کرتے ہیں۔

"قرآنی سود" کے اہم موضوع پر ایک جدید ترین، خالص عقلی اور علمی تحقیق اصحابِ علم کی خدمت میں پیش ہے۔ کیونکہ یہ عاجز اپنے موضوعاتی تراجم کے ذریعے ایک قطعی نیا اور از حد ترقی یافتہ قرآنی دور متعارف کرانے کے لیے ایک انتہائی مشنری جدوجہد میں بر سرِ کار ہے، اس لیے اس موضوع پر بھی آپ ایک انقلابی پیش رفت اپنے سامنے پائیں گے،،،،، جو قرآن کو اس کے خالص اور پاک معانی میں پیش کرتی ہوئی عقل و دانش اور الہامی حکمت کے کئی نئے دریچے آپ کے سامنے کھول دے گی۔ معانی کی وہ گہرائی اور وسعت جو آپ کو چونکا دے گی اور مجبور کرے گی کہ آپ خود بھی ایک تحقیقی عمل سے گذریں اور اِس ترجمے کو تفتیش و تدقیق کے مراحل سے گذاریں اور اس کی حقانیت کے بارے میں جہاں کہیں بھی سقم پایا جائے، سوالات کریں۔ مقصد ایک باہمی اتفاقِ رائے کے ذریعے اللہ رب العزت کے فرمان کی ایک نہایت مستند اور معتبر شکل دنیا کے سامنے لانا ہے، جو ایک داغدار ماضی کی تمام آلائشوں سے پاک ہو،،، اور صدقِ بسیط کی روشنی سے اس دانشمند دنیا کی آنکھیں منور کر دے۔ آخری الہامی صحیفے قرآن کی لازوال حکمت ایک جگمگاتے سورج کی مانند ظاہر ہو اور دنیا کو اپنی تسلیم و اطاعت پر مجبور کر دے۔

سُود کے عنوان کے تحت امت میں شدید دیرینہ کشمکش جاری ہے کہ کون سا عمل سُود ہے اور کیا سُود نہیں ہے۔۔۔۔۔ کون سا سُود جائز ہے اور کون سا جائز نہیں ہے (سُودِ مفرد اور مرکب کی بحث، بنکوں کے سُود کی بحث)۔۔۔۔۔ کتنا سُود روا کیا گیا ہے،،، اور کتنا ممنوع ہے ؟؟؟،،،،،،، ایک مکتبِ فکر کیا درست مانتا ہے اور دوسرا اُسے غلط اور کسی اور کو درست مانتا ہے ؟؟؟،،، جامعہ ازہر جیسی قدیمی اور مستند مذہبی یونیورسٹی بھی اس موضوع کو لے کر فتاویٰ جاری کیا کرتی ہے۔ قرآنی احکامات کو لے کر،،،، ان کے گھٹیا بے عقل اور غیر مستند روایتی یا تفسیری تراجم کی بنیاد پر، اُسی روایتی استخراجی منطق کو کام میں لاتے ہوئے، تجزیات پیش کیے جاتے رہے ہیں۔۔۔ جو آج بھی جاری ہیں۔ مقالات اور ریسرچ پیپرز کی بھرمار ہے۔ لیکن یہ تمام کوشش وہی "مرغے کی ایک ٹانگ" والا معاملہ ہے کہ بنیادی غلطی کی تحقیق و تفتیش سے توجہ ہٹاتے ہوئے فرمے کو ہی مسترد کر دیا جائے اور ٹوپی کو درست قرار دے دیا جائے۔ دوسری جانب حدیث سے اپنے ذاتی تصورات کی موافقت میں حوالہ جات لائے جاتے ہیں۔ تیسری جانب فقہ کا میدان تو اس معاملے میں فقہی سکالرز کی آراء سے بھرا پڑا ہے جو تمام کی تمام باہم متضاد اور متخالف بھی ہیں اور گنجلک اور ناقابلِ فہم اصطلاحات سے پُر ہیں۔ اسی لیے عملی طور پر ناقابلِ اطلاق ہونے کی بنا پر سمجھ سے بالا بھی ہیں۔ پھر چوتھے نمبر پر جدید معاشیات کے میدان کو بھی فارغ نہیں چھوڑا گیا، اور جدید دور میں

جاری سُود کی تمام اقسام پر متعدد معاشی ماہرین کی آراء بھی اس تحقیق اور بحث میں شامل کی جاتی ہیں تا کہ سُود کا مسئلہ اتمامِ حجت تک پہنچ جائے۔۔۔۔۔ لیکن۔۔۔۔۔۔۔ لیکن،،،،،، کیا یہ بھی کسی نے کبھی سوچنے کی زحمت فرمائی کہ آخر یہ قرآنی مادہ "سود" کا معنی دیتا بھی ہے یا نہیں؟؟؟ اور اس مادے کے حقیقی لغوی معانی کیا انکشاف اور تقاضہ کرتے ہیں؟؟؟

قرآن تو اپنی آیات میں کسی "ربا" ،،،، یا،،،، "الربا" کا ذکر فرماتا ہے،،،،،، جس کا مستند معنی کسی طور پر۔۔۔۔۔ "سُود" ۔۔۔ لیا ہی نہیں جا سکتا جب تک کہ اسے کم از کم کسی قرض لینے اور دینے کے ضمن میں بیان نہ کیا گیا ہو۔ لین (Lane's) کی شہرۂ آفاق لغت کے طول طویل بیانیے میں جہاں بھی "ربا" سے سُود کا معنی اخذ کیا گیا ہے وہ تفاسیر میں کی گئی دھوکا بازی کے زیرِ اثر، ضمنی طور پر لیا گیا ہے،،،،، اور اسی لیے ایسا معنی اور اس کی وضاحت، مرتّب کے تحفظات کے باعث، ہر جگہ بریکٹوں میں درج کی گئی ہے۔۔ یعنی سُود کے معنی کو "ربا" کے مادے سے مشتق بنیادی معنی نہیں سمجھا گیا۔۔۔ اور "لین" کا یہ انداز درست بھی معلوم ہوتا ہے کیونکہ قرآن تو یہاں ایک "بڑھوتری" یا۔۔ "مال میں ناجائز اضافے" ۔۔ کا ذکر فرما رہا ہے،،،، یعنی یہ مجموعی طور پر کسی بھی قسم کے کاروبار کا ایک ایسا انتہائی بڑھا ہوا منافع ہے جو جائز حدود سے زیادہ پھیل گیا ہو اور سرمائے کو دو گنا چو گنا کر دے۔ نہ کہ صرف سودی کاروبار کا ذکر!

لہٰذا، تحقیقِ ھذا بھی یہ امر اسناد کے ساتھ ثابت کرتی ہے کہ قرآنِ حکیم میں سُود کا نام لے کر کوئی بھی علیحدہ عنوان زیرِ بحث لایا ہی نہیں گیا!!!!! ۔۔۔۔ کامن سینس بھی کہتی ہے کہ جہاں سُود ہو گا وہاں لازمی اس کے ہمراہ کسی قرض داری یا قرض خواہی کا ذکر آنا ضروری ہے۔۔۔ جب کہ تمام متعلقہ آیات میں کہیں بھی کسی قرض داری کا ذکر تک نہیں ہے۔۔۔ ربا کے مادے کا مستند معانی خود ہی ملاحظہ فرمالیں جہاں سے "سُود" مشتق کیا ہی نہیں جا سکتا:۔

1) پہلے مادے کو دیکھ لیں: رب و، ربوٗ: وہ بڑھ گیا/اس میں اضافہ کر دیا گیا؛ زیادتی، بڑھوتری؛ ایک اضافہ جو حق سے زیادہ وصول کیا گیا؛ جو بڑھ کر لمبا ہو گیا/ نشو و نما پا کر بڑھ گیا/ بڑا/ پھولا ہوا/ سطح میں بڑھا ہوا،،، بلندی پر چڑھنا،،، پھیلنا/ پھولنا، سانس کا پھول جانا،،، ہانپنا۔: ربیۃ Rabiyatun : ہمیشہ بڑھنے والا، سخت/ سنجیدہ کیفیت والا؛،،،، اربا: زیادہ کثرت والا؛ زیادہ بڑھا ہوا۔

2) پھر اس کے مصدر کو دیکھ لیں : اس کا مصدر (infinitive)،،، "تربیت"،،، ہے۔ ہم سب جانتے ہیں کہ تربیت کے معانی میں پڑھانا، لکھانا، سکھانا، کھلانا، نشو و نما دینا، عقل و خرد میں بڑھانا/ اضافہ کرنا، پرورش کرنا وغیرہ تو آتا ہے،،،، رَبیّتہٗ: Rabiyyata-hu: میں نے اسے پالا، پرورش کی، بڑا کیا،،،، جیسے کہ ایک بچے کو؛،،،، میں نے کھلایا، نشو و نما دی؛ یا کسی بھی چیز کو جو بڑھتی پھیلتی ہو، یا جس میں اضافہ ہوتا ہو، جیسے کہ انسانی بچہ : ربّیتُ: Rabbayitu: میں نے پالا، بیج بویا، پودے یا درخت۔ اور ربَیٔ: زمین کے متعلق کہا جاتا ہے، معنی وہی ہے کہ اس نے پودے اور جڑی بوٹیاں پروان چڑھائیں۔ ذرا ذہن پر زور ڈال کر سوچیے کہ یہاں،،، سُود لینا یا سُود دینا،،، کہاں سے آ سکتا ہے؟؟؟

3) انگلش لفظ INTEREST (سُود) کے اصل عربی مرادف کی بھی تلاش کی گئی۔ یہ بھی دیکھ لیں :

کیمبرج انگلش-عربک ڈکشنری: Interest (noun) = "فائده"

; the extra money that you must pay to a bank if you borrow money, or that you receive from the bank if you keep your money there: - فائدة .- ذرا دیکھیں کیا یہاں کہیں بھی ربا کا ذکر ہے؟؟؟

4) بہت سی مستند عربی لغات میں بھی دیکھیں:

بشمول المنجد اور لسان العرب۔ آپ وہاں Interest یعنی "سود" کا عربی مرادف لفظ،،، "فائدہ"،،، پائیں گے۔

5) ربا کے فعل کے صیغے کا استعمال بھی دیکھیں:

قرآن میں الفاظ یربو اور یربی آئے ہیں۔ اور یہ جہاں بھی استعمال کیے گئے ہیں، "سود" کے معنی میں استعمال نہیں کیے گئے نہ ہی کیے جاسکتے تھے۔ ذیل میں آنے والے تراجم میں ملاحظہ فرمائیں۔

یعنی اس کا معنی کہیں سے بھی "سود" نہیں لیا جاسکتا،،،، البتہ اسے سود لینے کا عمل ایک ذیلی معنی کے طور پر، اور وہ بھی صرف ہماری تفاسیر میں کی گئی جعلسازی کے سبب، ناجائز طور پر بروئے کار لے آیا جاتا ہے۔ کیونکہ،،، جیسا آپ نے ملاحظہ فرمالیا،،، سُود اس کے مادے سے قطعا" مشتق نہیں ہوتا۔ ۔۔۔ کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو اس لفظ کا **فعل کے صیغے میں تمام تر استعمال کسی نہ کسی جہت سے تو "سود" کا معنی ضرور دیتا!!!!!**۔۔۔ لیکن ابھی تمام متعلقہ تراجم میں آپ دیکھیں گے کہ ایسا کسی بھی متعلقہ سیاق و سباق میں وقوع پذیر نہیں ہوتا۔

البتہ ہمیں یہ باور کرا کر گمراہ کیا گیا ہے کہ اس کا مطلب صرف اور صرف سُود ہے کیونکہ "سابقین" نے اسے سُود کے معنی میں لے لیا ہے۔۔۔۔ یہ ایک انتہائی غلط تصور ہے کیونکہ تمام متعلقہ آیات میں ایسا کوئی بھی قرینہ یا تکنیک یا اسلوب موجود نہیں ہے جس سے اس لفظ کو سُود سے مختص کیا جا سکے۔ مثال کے طور پر دیکھیں کہ درجِ ذیل ایک ہی آیتِ مبارکہ کا مستند عقلی ترجمہ " ربا" کا مطلب سُود لینے کے تصور کو جڑ بنیاد ہی سے ختم کر دیتا ہے:

آیت : 39/30 : وَمَا آتَيْتُم مِّن رِّبًا لِّيَرْبُوَ فِي أَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا يَرْبُو عِندَ اللَّـهِ ۖ وَمَا آتَيْتُم مِّن زَكَاةٍ تُرِيدُونَ وَجْهَ اللَّـهِ فَأُولَـٰئِكَ هُمُ الْمُضْعِفُونَ

لیکن اس آیت کا عقلی ترجمہ دیکھنے سے قبل ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم یہ تجزیہ کریں کہ اس مخصوص آیت کے معنی کے ساتھ ماضی کے تراجم میں کیا قیامت برپا کی گئی ہے۔ اس لیے آیئے ہم اس سابقہ ریکارڈ پر عمومی آگاہی حاصل کرنے کے لیے ایک نظر ڈال لیتے ہیں۔ اس کے لیے ہمیں لازمی طور پر ربا سے متعلق تمام آیات کو یہاں اُن کے قدیمی تراجم کے ساتھ پیش کرنا ہوگا اور موازنے comparison کے لیے پھر ان کا جدید ترین عقلی اور

منطقی ترجمہ بھی پیش کر دیا جائے گا۔ اور یہ سب اس لیے کہ حتمی طور پر یہ ثابت کر دیا جائے کہ قرآنی لفظ "ربا" کا بطور "سُود" ترجمہ کرنا کوئی بھی مضبوط بنیاد نہیں رکھتا۔ بلکہ یہ اسی عرب ملوکیت کی قرآن کو مسخ کر دینے کی سازش کا ایک حصہ ہے۔

☆قدیمی تراجم: (آیت30/39)

1) مشہور لغت کے سکالر امام راغب تو بالکل ہی مبہم ترجمہ اس طرح کرتے ہیں:-،،،،،،،،،" **اور تم جو چیز (عطیہ) زیادہ لینے کے لیے دو تا کہ لوگوں کے اموال میں بڑھوتی ہو وہ اللہ کے یہاں نہیں بڑھے گی۔"**

2) علامہ اسد: **"اور (یاد رکھو) جو کچھ تم "سود" میں دے دیتے ہو تا کہ یہ (دوسرے) لوگوں کے اموال کے ذریعے بڑھ جائے، یہ (تمھیں) کوئی بڑھوتی اللہ کی نگاہ میں نہ دے گا؛ جب کہ وہ سب جو تم خیرات میں دے دیتے ہو، اللہ کی رضاجوئی کے لیے، (وہ تمہاری بخشش کر دے گا)؛ کیونکہ یہ وہی ہیں (جو اس کی رضا چاہتے ہیں) جن کا اجر کئی گنا بڑھ جائیگا"۔**

3) قرآن کے نہایت قابلِ احترام جدید سکالر، علامہ پرویز لغات القرآن میں آیت 30/ 39 کا ایک قدرے ترقی یافتہ ترجمہ اس طرح کرتے ہیں:-

"جو کچھ تم لوگوں کو ان کے واجبات سے زیادہ دو اور اس سے غرض یہ ہو کہ اس میں بڑھوتی ہو تو نظامِ خداوندی میں اس میں بڑھوتی نہیں ہو سکتی۔ اس کی تفسیر (6/74) میں یہ کہہ کر کر دی کہ "لا تمنن تستکثر" کسی پر اس مقصد کے لیے احسان نہ کر کہ تجھے اُس سے زیادہ واپس ملے۔"

تبصرہ:-

ملاحظہ فرمائیے کہ،،،،، نمبر 1) میں "ربا" کو،،،،،**"عطیہ زیادہ وصول کرنے کے لیے"** کہا گیا۔۔۔۔۔۔ نمبر 2) میں **"ربا" کا ترجمہ "سود"(Usury)** کیا گیا،،،،، اور نمبر 3) میں،،،،،**"واجبات سے زیادہ"**،،،، کہا گیا۔۔۔۔۔۔ اور یہ ربط اور یکسانیت کا فقدان واضح انداز میں ثابت کرتا ہے کہ کوئی بھی درج بالا مترجم ایک دوسرے کے ساتھ اتفاق نہیں رکھتا، اور نہ ہی اس لفظ کا کوئی متفقہ اور باوثوق ترجمہ سامنے لا سکا ہے۔ اگر واقعی "ربا" کا معنی "سود" ہی تھا تو کیوں یہ وسیع طور پر قبول کیا جانے والا معنی دو مشہور و معروف سکالرز آیت کے متعلقہ سیاق و سباق میں فٹ نہیں کر سکے؟؟؟۔۔ دونوں جگہ "ربا" کو،،، سُود،،، نہیں کہا جا سکا۔۔۔۔۔ اور یہی وہ نکتہ ہے جہاں یہ مضمون آپ کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہے۔۔۔۔۔۔۔ ہمیں تو اس سوال کا جواب کسی سکالر کے ہاں نظر نہیں آتا!

البتہ جیسا کہ آپ نے ملاحظہ کر ہی لیا، آیت کا معنی ان تینوں ہی تراجم میں قرینِ عقل نہیں پایا گیا، کیونکہ اس آیت کا پیغام اور دیا جانے والا تصور بالکل ہی وضاحت اور فہم سے خالی پایا گیا،، اور اس طرح سَر کے اوپر سے ہی گذر گیا!!!۔۔۔ پڑھنے والے کو یہ علم ہی نہیں ہو پاتا کہ،،،،،، آخر۔۔ یہاں **خطاب کس سے ہے؟۔۔۔ کن لوگوں کا حوالہ دیا گیا ہے؟۔۔۔۔ "عطیات" سے امام راغب کی کیا مراد ہے؟؟؟۔۔۔۔ کون سُود کس کو دے رہا**

ہے؟؟؟(علامہ اسد)۔۔۔۔۔۔ **کن لوگوں کے۔۔کون سے۔۔" واجبات" کا ذکر کیا جا رہا ہے**؟،،،،، آخر" **واجبات سے زیادہ**" سے کیا مراد ہے؟،،،،،اور،،،،،"**نظامِ خداوندی میں بڑھوتی**" سے کیا مراد ہے؟ (علامہ پرویز) ۔

دوسرے یہ کہ۔۔۔"**اور تم جو چیز (عطیہ) زیادہ لینے کے لیے دو تا کہ**۔؟؟؟۔۔" (امام راغب)،،،،یہ سراسر ایک مبہم فقرہ ہے، جس کے سر پیر کا کوئی پتہ نہیں چلتا۔یعنی کون سی چیز؟،،، کتنی؟،،، کس کو دو؟،،دینے والا کون ہے؟،،،،،اور کیا زیادہ لینے کے لیے دو؟؟؟۔۔۔کچھ بھی واضح نہیں ہے!

جدید ترین عقلی اور منطقی ترجمہ: (جہاں سے آپ کو مکمل آگاہی حاصل ہو گی کہ خطاب کس سے ہے، اموال الناس کیا ہے، کون سی افزائش زیرِ بحث لائی گئی ہے اور قرآن کا نہایت واضح اور روشن بیان کیا پیغام دے رہا ہے)۔

"اور جو کچھ بھی اضافی رقوم (رِّبًا) تم اس مقصد کے لیے لگا دیتے ہو کہ وہ لوگوں کے اموال، یعنی سرکاری خزانے(أَمْوَالِ النَّاسِ - public exchequer) میں اضافے / بڑھوتری کا باعث بنیں(لِّيَرْبُوَ)، تو جان لو کہ اللہ کے نزدیک وہ بالکل اضافہ / بڑھوتری نہیں پاتا (فَلَا يَرْبُو)۔ لیکن جو کچھ بھی رقوم کی مد میں تم اُس "اموال الناس" میں سے اللہ کے احکام کی بجا آوری کے لیے (تُرِيدُونَ وَجْهَ اللَّـهِ) سامانِ پرورش و نشو و نما کی مد میں (مِّن زَكَاةٍ) عام کر دیتے ہو، تو بس وہی سب کچھ ہے جو خزانوں میں اضافے اور بڑھوتری کا ماخذ و منبع و ذریعہ ہے(الْمُضْعِفُونَ)۔"

جیسا کے بیان کرنے کی ضرورت ہی نہیں، یہاں انتہائی وضاحت سے اور راست انداز میں اہلِ حکومت و اتھارٹی کو سرزنش کی جا رہی ہے اور کہا جا رہا ہے کہ بجائے اضافی آمدنیاں خزانے میں اضافہ کی جانب لگا دینے کے، یہی رقوم انسانوں کی فلاح و بہبود کے لیے خرچ کر دی جائیں تو اللہ کے نزدیک تب ہی خزانے میں افزائش ہو سکتی ہے، ورنہ نہیں۔۔۔۔۔۔ یہاں ایک بہت ہی خاص امر نوٹ فرمائیں کہ اصطلاح "اموال الناس" کا ترجمہ کسی بھی مترجم نے آج تک درست نہیں کیا ہے جس کی وجہ سے یہ آیت ہمیشہ سمجھ سے بالا، اور وضاحت اور تفہیم کی محتاج رہی ہے۔ بات بالکل سیدھی ہے۔ کیونکہ:-

- **زکاۃ کا بھی یہاں ساتھ ہی حکم دیا جا رہا ہے،،،جو صرف حکومتِ وقت ہی کا فریضہ بنتا ہے، اس لیے یہاں خطاب ہی حکومتِ وقت سے ہے،**
- **اور اموال الناس یہاں سرکاری خزانہ ہی ہو سکتا ہے، کچھ بھی اور نہیں، کیونکہ ہر مہربان اور خیر خواہ حکومت میں سرکاری خزانہ ہی "اموال الناس" ہوتا ہے۔۔۔**

اور یہی معنی اس آیت کا قرینِ عقل ترجمہ کر سکتا ہے۔ کوئی بھی اور معنی لینا آپ کو عقلی اور بامعنی ترجمے سے بہت دُور لے جاتا ہے، جیسا کہ آپ تراجم کے تمام قدیمی انبار کھنگال کر دیکھ سکتے ہیں۔ اور یہی حقیقت درجِ بالا تین پیش کردہ تراجم آپ کے سامنے لاتے ہیں جہاں آیت کا مافی الضمیر قطعی طور پر واضح نہیں ہو پاتا۔

اب دیکھ لیں کہ لفظ "ربا" اور لفظ "یربو" کہیں سے بھی سود کا معنی نہیں دیتے!!!غالباً" اس ضمن میں اب کسی بھی مزید سند کی ضرورت درپیش نہیں ہے ۔ آیئے اس کے بعد اب "سود" سے متعلق سمجھی جانے والی تمام آیات کا قدیمی ترجمہ،،،اور اس کے ساتھ ساتھ،،،، جدید ترین عقلی ترجمہ،،،،

دونوں چیک کرلیتے ہیں تا کہ موازنے سے یہ امر حتمی طور پر ثابت ہو جائے کہ "ربا" یا "الربا" کا ترجمہ "سُود" کی حیثیت سے لینا کوئی ٹھوس بنیاد نہیں رکھتا، بلکہ قرآن کو مسخ کرنے کی ملوکیتی سازش کا ہی ایک حصہ ہے۔

تمام متعلقہ آیات: قدیمی تراجم:

☆ **آیت: 276/2:** يمْحَقُ اللهُ الرِّبَا وَيُرْبِي الصَّدَقَاتِ

قدیمی ترجمہ:

اس ضمن میں امام راغب لکھتے ہیں: (**یمحق اللہ الربا ویربی الصدقات 2/276**) ---" اللہ سود کو بے برکت کرتا ہے اور خیرات کو بڑھاتا ہے۔"????-----

تبصرہ:- لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب امام راغب آیت 30/39 میں "ربا" کو "زیادہ عطیہ" کہہ رہے ہیں تو یہاں کیسے اسے ہی "سُود" کہہ سکتے ہیں؟؟؟--- نیز "یربی" سے مراد آپ،،،وہ بڑھاتا ہے،،،، کیسے لے سکتے ہیں جب کہ آپ کے ہی استعمال کیے گئے ربا کے معنی کے مطابق اسے فعل واحد، غائب، مضارع کے صیغے کے مطابق "وہ سُود لیتا ہے" کہنا چاہیئے!!! -------دوستو، دیکھ لیا آپ نے ؟؟؟۔ ایک جگہ تو "ربا" اُسی ایک فقرے میں سُود ہے اور چند ہی الفاظ کے بعد "بڑھوتری" ہے-------اسے کہتے ہیں ڈبل سٹینڈرڈ---وہ بھی ایک ہی چھوٹے سے فقرے میں ؟؟----امام راغب کے موقف کے مطابق تو یہاں ترجمہ، عقل پر "قل ہو اللہ" پڑھتے ہوئے،،،، کچھ اس طرح ہونا چاہیئے تھا:--- "**اللہ سود کو بے برکت کرتا ہے اور خیرات پر سُود لیتا ہے**"؟؟؟---تو ثابت ہوا کہ جہاں آپ کے خود اختیار کردہ غلط معنی سے ایک "پاگل خانہ" کھلتا نظر آئے، وہاں آپ اُسی معنی کو فوراً" ہی بغیر کسی خلش کے یکسر تبدیل بھی کر لیتے ہیں؟---واہ جناب، واہ!!!

بہر حال، اب دیکھیے اس فقرے کا **قرینِ عقل ترجمہ** کچھ یوں سامنے آتا ہے:-

"**اللہ تعالیٰ اموال میں ناجائز اور بے تحاشا اضافوں (الربا) کو ختم کرنے (یمحق) کا حکم دیتا ہے اور اس کے برعکس محصولات کی آمدنی (الصدقات) میں اضافہ کرنے (یربی) کی تدبیر کرتا ہے**"------(یاد رہے کہ صدقات، تمام عمومی تصورات کے برعکس، دراصل حکومت کو حاصل ہونے والے ٹیکس/محاصل کی آمدنی کو کہا جاتا ہے)۔

☆ **آیت 3/130 میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:--** يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا الرِّبَا أَضْعَافًا مُضَاعَفَةً !!!

ماقبل کے تراجم:

اُستادِ محترم علامہ پرویز: "سود مت کھاؤ۔ تم سمجھتے ہو کہ اس سے دولت میں اضافہ ہوتا ہے۔ حالانکہ درحقیقت اس سے قومی سرمایہ میں کمی ہوتی ہے (دیکھیے عنوان ض-ع-ف)"۔

جالندہری: "اے ایمان والو! دگنا چوگنا سود نہ کھاؤ" ۔

تبصرہ:- یہاں آپ دیکھیں گے کہ جہاں تک کہ اصطلاح -- " أَضْعَافًا مُضَاعَفَةً " کی تعبیر کی گئی ہے درج بالا دونوں تراجم باہم متضاد و متخالف ہیں۔ کس کو درست مانا جائے ؟ -- یہ ایک الگ سوال ہے --- البتہ "الربا" کو دونوں حضرات نے "سود" کہا جو متعلقہ مادے کے بنیادی معانی کی رُو سے مستند تعبیر نہیں ہے۔ اس لیے کہ یہ نہ تو اس کا مستند معنی ہے اور نہ ہی یہاں کسی قرض کے لینے / دینے کا پسِ منظر بیان کیا گیا جس کے تناظر میں اسے سُود کہا جا سکے !!!

جبکہ اس آیت کا قرینِ عقل، اور تمام اقسام کی تجارتوں پر محیط، ترجمہ کچھ اس طرح باور ہوتا ہے : -

"اے ایمان والو، تم ایسا ناحق اضافہ / منافع (الربا) مت حاصل کیا کرو جو مالوں میں دوگنا، چوگنا اضافہ کرتا ہو۔" - - - -یاد رہے کہ "اضعافا مضاعفۃ" کی اصطلاح متعلقہ سیاق وسباق میں ضعف، یعنی کمزوری یا کمی کا معنی نہیں دیتی۔ یہ امر آیت 30/39 کے ترجمے میں لفظ "مضعفون" کے تحت ملاحظہ فرمالیں، جہاں سے ثابت ہے کہ اسکا معنی بڑھنا ہے۔ نیز دیکھیے آیت 2/261 : **وَاللَّـهُ يُضَاعِفُ لِمَن يَشَاءُ ۗ------اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے کئی گنا اضافہ عطا کرتا ہے۔**

یعنی "الربا" وہ خاص بڑھوتری / اضافہ / منافع ہے جو اموال کو ملٹی پلائی کر دے۔ یعنی ان میں بے حد و حساب اضافہ کر کے دولت کا ارتکاز پیدا کر دے، جسے ناجائز قرار دیا گیا ہے۔ یہاں کسی قرضے کا،،، یا اس پر لاگو ہونے والے کسی "سود" کا،،،، ذکر ہی نہیں ہے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کا حکم یا قانون معیشت اور تجارت کے ہر شعبے کا احاطہ کر رہا ہے۔

☆ **آیت مبارکہ 2/275 :** **الَّذِينَ يَأْكُلُونَ الرِّبَا لَا يَقُومُونَ إِلَّا كَمَا يَقُومُ الَّذِي يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطَانُ مِنَ الْمَسِّ ۚ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَالُوا إِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبَا ۗ وَأَحَلَّ اللَّـهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبَا ۚ**

قدیمی ترجمہ:

جالندہری: جو لوگ سود کھاتے ہیں وہ (قبروں سے) اس طرح (حواس باختہ) اُٹھیں گے جیسے کسی کو جن نے لپٹ کر دیوانہ بنا دیا ہو یہ اس لئے کہ وہ کہتے ہیں کہ سودا بیچنا بھی تو (نفع کے لحاظ سے) ویسا ہی ہے جیسے سود (لینا) حالانکہ سَودے کو خدا نے حلال کیا ہے اور سُود کو حرام۔

تبصرہ: انتہائی محرف شدہ، غیر معیاری اور عامیانہ ترجمہ ہے۔ جگہ جگہ اپنی جانب سے بریکٹوں میں الفاظ اس لیے بڑھا دیے گئے ہیں کہ ترجمہ کی بے ربطی کو بہتر کیا جا سکے،،، جب کہ اللہ کے کلام میں تحریف یا اضافہ ایک جرم ہے۔ یہاں بھی "سُود" کو بے جا اور بغیر جواز داخل کر دیا گیا ہے، تا کہ ایک غلط العام کو مستقل حیثیت دے کر قرآن کو مسخ کرنے کی کوشش جاری رکھی جا سکے۔ یعنی وہی الربا،،، یعنی بلا حدود منافع،،، صرف سُود ہی کھانے والے کے لیے مخصوص کر لیا گیا ہے،،، اور سارا نزلہ اُسی پر گرا دیا گیا ہے۔ اور اس طرح عمومی ناجائز منافع کو صرف سُود کی شکل دے کر، اور جزوی طور پر صرف ایک سُودی کاروبار پر لاگو کر کے،،، باقی تمام تجارتوں میں لیا جانے والا ناجائز اور بلا حدود منافع نظر انداز کر دیا گیا ہے!!!۔۔ نیز ترجمہ کا بازاری پن دیکھیں کہ ہر جگہ "یاکلون" کو لینے اور حاصل کرنے کے حقیقی معانی کی بجائے "کھانا" کہا جا رہا ہے، گویا کہ سُود یا منافع مال یا روپیہ نہیں جو کمایا یا "حاصل کیا" جا رہا ہے،،، بلکہ کھانے کی کوئی ڈش ہے جسے "کھایا" جا رہا ہے !!!

قرینِ عقل، مستند علمی ترجمہ ملاحظہ فرمائیں:-

"جو لوگ ناجائز/بلا حدود منافع (الربا) حاصل کرتے ہیں اُن کا مقام اُس شخص کی مانند ہو جاتا ہے جس کی عقل کو اللہ کے احکامات سے سرکشی (الشَّيْطَانُ) کے اثرات نے (من المس) خبط کر لیا ہو۔ یہ خبط اس طرح سامنے آ جاتا ہے (ذلک) کہ ایسے اشخاص یہ کہنے لگ جاتے ہیں (بانھم قالوا) کہ تجارت (البیع) بھی بلا حدود منافع (الربا) ہی کی مثل یا اس ہی کی دوسری شکل ہوتی ہے۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر قسم کی تجارت (البیع) کو تو جائز قرار دیتا ہے لیکن اُس کے ذریعے ناجائز یا بلا حدود منافع حاصل کرنے (الربا) کو حرام قرار دیتا ہے"۔

امیدِ واثق ہے کہ بات بالکل واضح ہو گئی ہو گی۔

☆ **آیت 2/278:** يا ايها الذين آمنو اتَّقُوا اللهَ وَذَرُوا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبَا إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ - فَإِن لَّمْ تَفْعَلُوا فَأْذَنُوا بِحَرْبٍ مِّنَ اللَّـهِ وَرَسُولِهِ ۖ وَإِن تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوسُ أَمْوَالِكُمْ لَا تَظْلِمُونَ وَلَا تُظْلَمُونَ ﴿٢٧٩﴾

قرینِ عقل، مستند ترجمہ:-

"اے اہلِ امن و ایمان، تم سب اللہ کے قوانین کی نگہداشت کرو اور اگر تم مومنین ہو تو "ناجائز منافع" (الرِّبَا) کا جو حصول اب بھی جاری ہو (مَا بَقِيَ) اسے جڑ سے اکھاڑ پھینکو (ذَرُوا)۔ بہر حال اگر تم ایسا نہ کرو گے تو پھر حکومتِ الٰہیہ کے ساتھ جنگ کا اعلان کر دو۔ لیکن اگر تم اس روش سے باز آ جاؤ تو تمہارا حق صرف تمہاری سرمایہ کاری کی زیادہ سے زیادہ مروجہ قیمت/ویلیو/قدر (رُءُوسُ أَمْوَالِكُمْ) پر ہے۔ اس طرح نہ تو تم ظلم کا ارتکاب کرتے ہو، اور نہ ہی تم پر کوئی ظلم کرتا ہے"۔ (کیونکہ اصطلاح راس المال کے معنی سے بہت سے قارئین ناواقف ہوں گے اس لیے یہاں وضاحت کے لیے عرض کر دیا جائے،،،،،، کہ راس المال آپ کے روپے کی وہ قیمت ہوتی ہے جس سے کوئی بھی جنس، جسے تبادلے کا ایک بنیادی معیار مقرر کر دیا جائے، زیادہ سے زیادہ خریدی جا سکتی ہو۔ ایسا تبادلے کا معیار سونا بھی مقرر کیا جا سکتا ہے، پٹرول بھی، اور گندم وغیرہ بھی)

☆ آیت 161/4 : وَأَخْذِهِمُ الرِّبَا وَقَدْ نُهُوا عَنْهُ وَأَكْلِهِمْ أَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ ۚ

قدیمی تراجم:-

جالندہری: اور اس سبب سے بھی کہ باوجود منع کئے جانے کے سود لیتے تھے اور اس سبب سے بھی کہ لوگوں کا مال ناحق کھاتے تھے۔

علامہ اسد:- اور وہ سُود لیتے تھے جب کہ یہ ان پر منع کیا گیا تھا، اور وہ لوگوں کے اموال ناجائز کھا جاتے تھے۔

علامہ پرویز: ان کی غلط روش میں یہ بھی شامل تھا کہ وہ سود لیتے تھے جو کہ منع کیا گیا تھا اور لوگوں کے اموال ناجائز حربے استعمال کرتے ہوئے کھا جاتے تھے۔

قرینِ عقل اور مستند ترجمہ:- (جو تمام اقسام کی تجارت اور خدمات کا احاطہ کرتا ہے)

۔۔۔اور وہ ناجائز منافع خوری کے ذریعے بھی اپنی دولت دوگنا چوگنا (الربا) کر لیا کرتے تھے جبکہ انہیں اس سے روکا گیا تھا،،،، اور اس طرح وہ باطل حربے استعمال کر کے لوگوں کے مال بٹور لیا کرتے تھے۔

قارئینِ کرام، یہاں تک ہم نے تقریباً" تمام متعلقہ آیات کا احاطہ کر لیا ہے۔ جیسا کہ آپ نے دیکھ ہی لیا کہ بات دراصل بالکل صاف ہے۔ عہدِ ملوکیت میں زمام کار کیونکہ مطلق العنان سرمایہ دار طبقے کے ہاتھ میں آ چکی تھی اور اپنے ناجائز قبضے کا جواز دینے کے لیے قرآن کے معانی کو بڑے پیمانے پر کرپٹ کیا جا رہا تھا، اسی لیے قرآن کے اس خاص تھیم کو بھی گستاخ ہاتھوں کے ذریعے دست بُرد کا نشانہ بنایا گیا۔ معیشت کے میدان میں ناجائز لُوٹ مار کرنے والوں کو بچانے کے لیے کرپٹ تجارتی طریق کار کی تمام شاخوں کو تحفظ دیتے ہوئے، قرآنی احکام کا رُخ صرف ایک شعبے، یعنی سودی تجارت کی جانب بلا جواز موڑ دیا گیا۔ حالانکہ سُود کا سوال تو وہیں پیدا ہوتا ہے جہاں کسی قرض کے لین دین کا ذکر یا سیاق و سباق ہو۔ لیکن صاف ظاہر ہے کہ ربا کے تمام احکامات کسی بھی قرض کے لین دین سے متعلق نہیں ہیں۔ بلکہ یہاں تمام تجارتی کاروائیوں میں ناجائز طریق ہائے کار استعمال کر کے دولت میں بے تحاشا اضافے کو منع کیا جا رہا ہے۔

ضمنی طور پر یہ بھی ریکارڈ میں لے آیا جائے کہ قرض کے موضوع کو البتہ اللہ تعالیٰ نے، نظر انداز نہ کرتے ہوئے، آیت 2/282 میں ایک سُود سے بالکل علیحدہ عنوان کے طور پر "دَین" کہہ کر واضح فرمایا ہے۔ لیکن اس آیت کے معنی کا ایک گہرا مطالعہ یہ ثابت کر دے گا کہ یہاں صرف قرض کے لین دین کو ایک ضابطے یا قاعدے کے تحت لایا جا رہا ہے۔ یہ کہا جا رہا ہے کہ قرض کے معاملے کو خواہ وہ بڑا ہو یا چھوٹا، اُس کی تمام مقرر کردہ شرائط کے ساتھ تحریر کی قید میں لازمی طور پر لے آیا جائے اور دو معتبر شہادتیں بھی شامل کر لی جائیں۔ نوٹ کرنے کا اہم نکتہ یہ ہے کہ یہاں خاص قرض کے موضوع پر بات کرتے ہوئے بھی کسی سُود کا ذکر نہیں کیا گیا۔

دنیا اپنی معلوم تاریخ کے دورانیے میں تقریبا" ازل سے ہی سرمایہ دارانہ نظام کے تحت چل رہی ہے، جو ہر قسم کے ظالمانہ استحصال اور سلب و نہب سے عبارت ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ہدایت اور اُس ذاتِ پاک کے رسول ہمیشہ اسی ظالمانہ سرمایہ داری نظام کے خلاف بھیجے جاتے رہے ہیں۔ سود بذاتِ خود بھی اُسی ظالمانہ سرمایہ داری نظام کا صرف ایک کَل پُرزہ (Tool) ہوا کرتا ہے۔ یہ حقیقت سب پر عیاں ہے کہ جہاں بھی بڑی بڑی رقوم کا ارتکاز ہو گا وہاں سے ہی ہمیشہ ہر قسم کا مالیاتی استحصال کیا جائے گا۔ قرضے بھی جاری ہوں گے اور سُود کے ذریعے بھی پیسہ کمایا جائیگا۔ قرآن اپنی دُور رَس حکمت کے ذریعے ان بڑی رقوم کے ارتکاز کے بنیادی سبب کو اپنی گرفت میں لیتا ہے تا کہ سرمایہ داری کا قیام ہی ممکن نہ ہو سکے،،،،،،اور روپیہ اتنا طاقتور ہونے ہی نہ پائے کہ مارکیٹوں کو اور انسانوں کو اپنی حریصانہ دَست بُرد کی زد میں لے آئے۔ یہ بھی ذکر کر دیا جائے کہ اِسی ظالمانہ نظام کے تحت بڑی رقوم کا ارتکاز بے شمار دیگر کل پرزے پیدا کرتا ہے جن میں بنکنگ کا نظام، بڑی صنعتی کارپوریشنیں، بڑی اجارہ دارانہ تجارتیں، سٹاک مارکیٹیں، کرنسی، اجناس اور دھاتوں کی قیمتوں پر سٹہ بازیوں (Speculation) کی مارکیٹیں، وغیرہ وغیرہ شامل ہیں۔ اللہ کے ربا کے حوالے سے احکامات سرمایہ داری نظام کو بحیثیت مجموعی زد میں لاتے ہیں اور اس نظام کے فروغ کی حوصلہ شکنی کرنے کا مقصد رکھتے ہیں۔ اس لیے وسیع پیمانے پر ظالمانہ سرمایہ داری نظام کو اس کے تمام شعبوں اور شکلوں کے ساتھ مخاطب کرتے ہیں۔ یہاں اسی لیے دولت کے ارتکاز کو حرام قرار دیا گیا ہے تا کہ سرمایہ دار استحصالی قوت حاصل نہ کرنے پائے۔۔۔۔۔۔۔۔ لیکن اس کے برعکس مسلمان کی تنگ نظری کے باعث ہمارے سکالرز کی فرسودہ سوچ یہ رہی ہے،،، کہ صرف ایک سُود کو پکڑ لیا ہے اور سرمایہ داری نظام کے دیگر تمام کَل پُرزوں کو حلال و جائز قرار دے کر مطمئن ہو گئے ہیں کہ اللہ کے احکامات کی تابعداری کی جا رہی ہے۔

پس قرآن میں لفظ "ربا" یا" الربا" سے مراد سود (Interest or Usury) لینا کوئی لغوی اور شعوری جواز نہیں رکھتا۔ تفاسیر اور تفاسیری تراجم کے ذریعے ہمیں اور دنیا کو گمراہ کرنے کی ایک مذموم کوشش کی گئی ہے۔ قرآن تو اس موضوع پر دراصل انسانیت کی فلاح کے ضمن میں ہمیں ہماری مجموعی تجارتی لین دین میں ہر قسم کی بدعنوانی اور دولت کی پاگلانہ حرص و طمع سے باز رہنے کی ہدایت کرتا ہے، تا کہ چند ہاتھوں میں دولت کا ارتکاز عوام کے لیے سلب و نہب کا باعث نہ بنے۔ اس ضمن میں آیت 9/34-35 میں باری تعالیٰ کا فرمان بڑا واضح، حتمی اور عبرت آموز ہے:- وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنفِقُونَهَا فِي سَبِيلِ اللَّـهِ فَبَشِّرْهُم بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ﴿٣٤﴾ يَوْمَ يُحْمَىٰ عَلَيْهَا فِي نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوَىٰ بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوبُهُمْ وَظُهُورُهُمْ ۖ هَـٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِأَنفُسِكُمْ فَذُوقُوا مَا كُنتُمْ تَكْنِزُونَ -----**"جو لوگ سونا اور چاندی، یعنی مال و دولت کے خزانے ذخیرہ کرتے رہتے ہیں (اکتناز-ارتکاز) اور انہیں اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے انہیں دردناک عذاب کی بشارت دے دو۔ اُس دن کی بشارت دے دو جب یہی ذخیرہ کی ہوئی دولت جہنم کی آگ میں گرم کی جائیگی اور ان کی پیشانیاں اور پہلو اور پُشتیں اس سے داغی جائیں گی۔ اور کہا جائیگا کہ یہ ہیں وہ خزانے جو تم اپنی ذات کے لیے ذخیرہ کرتے تھے، اب ان کا ذائقہ چکھو"۔(علامہ اسد)۔**

والسلام۔